رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

جلد ۲۵ } مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۲۳ء یوم چہارشنبہ { نمبر (۱۲)

فتنۂ ارتداد ہی نہیں کسر صلیب کیلئے بھی تمہاری ہی ضرورت ہے

احمدیت کے علمبردار و شیطان کی آخری جنگ شروع ہو گئی!

ہاں بڑھے چلو کہ آسمانی فتوحات کے دروازے تم پر ہی کھلیں گے

میں نے ۷ر فروری ۱۹۲۳ء کے الحکم میں "مسلمانوں کی بے حسی کی ایک مثال" کے عنوان سے ایک لیڈر لکھ کر بتایا تھا کہ کس طرح ہمارے نادان مسلمان بھائی ہماری مخالفت میں اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اسی میں میں نے عیسائیوں کے مشن آف ہیلپ اور مکتی فوج کے جنرل بوتھ کے دورہ کا بھی ذکر کیا تھا۔ ہندوستان کے عیسائی مشن کئی سال سے اپنی ناکامی اور نامرادی کی تصویر بنے ہوئے تھے مگر در اصل وہ اندر ہی اندر اسلام پر حملہ کرنے کے لیے تیاریاں کر رہے تھے۔ اب جبکہ انھوں نے دیکھا کہ احمدیت کے علمبرداروں نے امریکہ اور انگلستان میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا ہے۔ اور وہاں کی تعلیمیافتہ پبلک کو معلوم ہو رہا ہے کہ اسلام کو کس بھیانک اور غلط پیرایہ میں مشنری صاحبان پیش کر رہے تھے اور اس کے درخشاں چہرہ کی شعاعیں دور و نزدیک پڑنے لگیں تو عیسائی مشنروں میں بھی ایک نئی تحریک پیدا ہوئی ہے۔ ہر چند یہ حرکت حرکت مذبوحی ہے۔ مگر ہم کو اسے دشمن کا آخری اور فیصلہ کن جنگ سمجھ کر مقابلہ میں نکلنا چاہیے

مختلف مقامات سے عیسائی مشنریوں کی تبلیغی کوششوں کی خبریں آرہی ہیں۔ اسی ایک مہینے میں متعدد مقامات پر عیسائیوں سے ہمارے مباحثات ہوئے ہیں۔ بڈھے "نور افشاں" میں اسلام کے خلاف غیظ و غضب کی آگ برسائی جارہی ہے اور نہایت گندے اور دل ریش حملے اسلام پر کیے جاتے ہیں۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ نور افشاں کے ایڈیٹر ان

اور ان مددگاروں کو شیشے کے مکان میں بیٹھ کر

دوسروں پر پتھر پھینکنے کی کیوں کر جرأت ہوئی ہے؟

بہر حال احمدی جماعت عیسائیوں کی اس قسم کی حرکات کا جواب دینا اپنا پہلا فرض یقین کرتی ہے۔ اس لیے کہ

یہ سلسلہ کسر صلیب اپنا نصب العین سمجھتا ہے

عیسائی اخبارات اور واعظین کے حملوں کا ہم نے ابتک نہایت صبر سے مقابلہ کیا اور ہم کو ہرگز پسند نہ تھا کہ اس وقت اس جنگ کے دفاع کے لیے اٹھتے مگر مشنزین اور عیسائی واعظین نے گندے اور ناپاک حملے کر کے ہم کو مجبور کر دیا ہے کہ ان کے حملوں کا جواب دیں۔ اسلیے ہم مجبور ہیں کہ اس قلمی جنگ کے لیے میدان میں آئیں +

(انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر شائع کیا)

فتنۂ ارتداد کے انسداد کیلئے

احمدی جماعت کا قدم آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے

احمدی جماعت خدا تعالیٰ کی قایم کردہ جماعت ہے۔ جو اشاعت و حفاظت اسلام کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قایم ہوئی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس یگانہ سعادت پر ناز کر سکتی ہے۔ کہ

دنیا بھر میں اشاعت اسلام کا کام اسی کے ہاتھ میں ہے

اور اس وسیع اور عظیم الشان کام کے لیے وہ کسی کے دروازہ پر دست سوال دراز نہیں کر رہی ہے۔ ملکانہ راجپوتوں میں خدمی سلسلہ کی خبر کو پاکر جو انسدادی تدابیر حضرت اولوالعزم امام جماعت احمدیہ نے اختیار کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے ثابت ہو جائیگا کہ:-

ان کے نتائج حسب دلخواہ ہیں

ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ ۲۰ آدمیوں کی پارٹی متاثرہ رقبہ میں بھیجی جا چکی ہے۔ جن میں خدا کے فضل سے ایسے لوگ شامل ہیں جو اپنی علمی قابلیتوں کے سوائے اپنی نیکی اور تقویٰ میں اس قابل ہیں کہ وہ نمونہ کے معلم ہوں۔ یہ جماعت متاثر رقبہ میں پہنچ کر اپنا کام شروع کر چکی ہے اس کے قدم کی برکت سے ارتداد کی وبا رک گئی ہے یا یہ کہو کہ کم ہو گئی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ فتنہ دور ہو گیا۔ آریہ سماج اپنے تمام ہتھیاروں کو لیکر پوری قوت اور طاقت سے

اسلام پر حملہ آور ہوا ہے

اور ہم کو اس کے ساتھ ایک انقطاعی فیصلہ کرنا ہے۔ اور اس سانپ کی کچلیوں کو توڑ ڈالنا ہے تاکہ وہ پھر ابن آدم کی ایڑی کو نہ کاٹے حضرت امام نے

احمدی جماعت کے مبلغین کی ایک دوسری جماعت تیار کر دی ہے

جو بہت جلد اپنے منزل مقصود کو روانہ ہو جائیگی۔ یہ جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسے علماء پر مشتمل ہوگی جو آریہ سماج کی حقیقت کو کھول کر رکھدیں۔ اور محض زبانی لاف و گزاف سے نہیں بلکہ حقیقت اور واقعات کے رنگ میں

اسلام کی صداقت کا جھنڈا بلند کریں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُمید ہے کہ وہ اپنے دین کے خادموں کی تائید کریگا اور ملایکۃ المقربین کو ان کی نصرت اور تائید کے لیے نازل کریگا۔

مسلم پریس نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس مہم کو مسرت اور شکر گزاری سے دیکھا ہے اور یہ پہلا موقع ہے کہ مسلم پریس نے واقعات کی روشنی میں

اسلامی اتحاد کو محسوس کیا ہے

سلسلہ احمدیہ اس کام کو اپنا فرض سمجھ کر کر رہا ہے اور اس فرض کے ادا کرنے میں وہ کسی کوشش اور تدبیر کو اٹھا نہ رکھے گا۔ ہر چند کہ اگرچہ ہم اپنے اس خطرہ کو اب تک محسوس کرتے ہیں کہ

بعض ناعاقبت اندیش ہماری مخالفت ضرور کریں گے

لیکن اب جبکہ اولوالعزم امام اپنی فوج کو میدان میں اُتار چکا ہے تو اللہ کے فضل و رحم اسی کے کرم اور غریب نوازی سے

یہ جماعت اب پیچھے نہیں آسکتی اس کا قدم آگے ہی پڑے گا

پس احمدی جماعت کو اب سوچ لینا چاہیے کہ اسکو اپنے تمام تبلیغی سلسلوں کو قایم رکھتے ہوئے اس

نئی میدان جنگ میں قربانیوں کیلئے آگے آنا چاہیئے

ڈیڑھ سو مبلغین کیلیے حضرت امام نے اعلان کیا تھا یہ تعداد قادیان میں پوری ہو رہی ہے۔ اور یہ تعداد درحقیقت کچھ بھی نہیں اس کے لیے

سیکڑوں نہیں ہزاروں مبلغین کی ضرورت ہوگی

اور آریہ قوم یاد رکھے کہ خدا کے فضل اور رحم سے

ایک ایک احمدی اس فرض کو ادا کرنیکو آگے بڑھے گا

یہ ایک پردہ بر انداز صداقت ہے کہ احمدی جماعت کا ہر فرد مبلغ ہے اور وہ حضرت امام کے حکم سے ہر وقت اور ہر حالت میں اُٹھ کھڑا ہونے کو عزت اور سعادت سمجھتا ہے۔

احمدی جماعت کا فرض پہلے سے بہت نازک اور اہم ہو گیا ہے۔ اسلیے کہ جبتک ہم اس میدان میں اُترے نہ تھے ہم پر کوئی الزام اسلیے نہ آسکتا تھا کہ اشاعت اسلام کے ایک مستقل کام میں مصروف تھے لیکن اب جب میدان میں آچکے ہیں

تو اب کوئی چیز کوئی خطرہ ہمکو واپس نہیں کر سکتا۔

الہام سلسلہ احمدیہ کی فطرت میں پیچھے ہٹنا رکھا ہی نہیں گیا وہ تو آگے ہی بڑھنا جانتا ہے۔ اور آگے ہی اسکا قدم اُٹھتا ہے

پس ایک طرف ہمارے سلسلہ کے مستقل کام ہیں جو پہلے سے جاری ہیں اور کسی وجہ سے ان میں کمی نہیں ہو سکتی بلکہ مومن کے دو دن برابر نہیں ہوتے ان کو ترقی دینا ہے۔ دوسری طرف

اس فتنۂ ارتداد کا مقابلہ کرنا ہے

جہاں تک اسباب کا تعلق ہے ان اسباب کو ہم نے اپنی جماعت ہی سے فراہم کرنا ہے۔ پس

پچاس ہزار کی پہلی قسط فوراً جمع کر دو!

کام شروع ہو چکا ہے انتظار کی گنجایش اور موقعہ نہیں۔ اس امر کا تصفیہ کہ یہ رقم کسی طرح وصول ہو

مجلس مشاورت میں ہوگا

لیکن یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ اسکو ہم نے ہی دینا ہے اور ابھی نہیں معلوم کہ اس جنگ کو ختم کرنے کے لیے کتنے پچاس ہزار دینے ہوں گے۔ یہ تحریک محض ایک اطلاع کا رنگ رکھتی ہے ورنہ احمدی جماعت نے اپنے عمل سے دکھا دیا ہے کہ باوجود غریب اور تھوڑے ہونے کے

روپیہ کے سوال کو اپنے سرور اور خوشی کے ساتھ ہمیشہ حل کیا ہے

متواتر تین سال سے اُس کو غیر معمولی چندوں میں شریک ہونے کی نعمت نصیب ہو رہی ہے۔ اور اسکا ہر فرد اپنی طاقت اور ہمت سے بڑھ کر کام کر رہا ہے۔ قادیان میں حضرت نے ایک معمولی سی تحریک اسی فتنۂ ارتداد کے انسداد کے لیے تحریک فرمائی کہ جو لوگ سو روپیہ کم از کم دے سکتے ہیں پہلے وہ اپنے نام پیش کریں۔ ان میں سے بعض ایسے بزرگوں نے مسابقت کی ہے کہ کسی کے وہم میں بھی نہیں آ سکتا کہ وہ اس مقصد کے لیے ایک سو روپیہ دے سکتے ہیں انکے اسباب ظاہری اسکے مؤید نہیں ہو۔ معلوم نہیں کہ اس وعدہ کو پورا کرنیکے لیے وہ اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی کن کن ضرورتوں کو قربان کر دیں گے مگر ان کے ایمان اور انکے اخلاص نے جو وسعت ان کے قلوب میں پیدا کر دی ہے اسکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص کے پاس روپیہ پیسہ ہو تو اسکی کوئی شکر نہیں جبکہ وہ دولت ایمان سے اتنا مالا مال ہے کہ ایک لاکھ پتی اور کروڑ پتی بھی بغیر ایمانی جوش اور حلاوت کے اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ان میں سے ایک میرے نہایت ہی مکرم اور پیارے بھائی منشی مہر محمد خان صاحب شہاب الفضل کے اسسٹنٹ ایڈیٹر ہیں اُنھوں نے تین ماہ کے لیے اپنی خدمات کو تبلیغ کے لیے سب سے اول وقف کیا۔ وہ اس تبلیغ کے لیے اپنے خرچ پر جائینگے اسلیے کہ حضرت امام نے جن مشنریوں کو اس غرض کے لیے دعوت دی ہے اسی شرط پر دی ہے کہ

وہ سلسلہ سے ایک پیسہ کا مطالبہ نکریں گے

اب غور کرو کہ مہر محمد خان ایک طرف تین ماہ کے لیے تبلیغ کے لیے زندگی دیتا ہے اس شرط پر کہ سلسلہ سے کچھ نہ لیگا پھر مالی قربانی کیلیے بھی کسی سے پیچھے نہیں آگے ہے۔

اس مسابقت الی الخیرات کا اجر اللہ کے حضور بہت بڑا ہے سلسلہ کے ہزاروں نہیں لاکھوں مہر محمد خاں جیسے فداکاروں کی ضرورت ہے۔ پھر آگے چلو

مدرسہ تعلیم الاسلام کا بڈھا چپراسی

بھائی غلام قادر آگے آتا ہے اور ایک سو روپیہ دینے کے لیے اپنے ایسے جوش کا اظہار کرتا ہے کہ مجھے تو شرم آگئی اسنے مجھے کہا کہ منشی صاحب! میں بھی سو ہی دینا چاہتا ہوں زندگی کا کیا بھروسہ ہے

ایسا موقع کب ہاتھ آئے گا

جس قوم میں اس قسم کا دل رکھنے والے لوگ ہوں اسکی زندگی اور بیداری میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ خدا کرے ہم اس امتحان میں ثابت قدم نکلیں۔ آمین *

درس القرآن

مالی اور جانی قربانی کی تحریک

۱۵ مارچ درس سے قبل فرمایا:-

میں نے جو زندگی وقف کرنے کی جو تحریک کی تھی (یہ نہایت ہی مفصل تقریر ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے پرچہ میں تمام و کمال درج ہو گی) اور اشاعت اسلام میں حصہ لینے کے لیے ایسے لوگوں کو جو کم از کم سو روپیہ کی رقم دے سکتے ہیں دعوت دی تھی جن حالات کی وجہ سے ایسا کیا گیا تھا۔ وہ آگے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ بدل رہے ہیں دو ہزار اور لوگوں کی نسبت شائع ہوا ہے کہ آریوں کے ساتھ مل گئے ہیں اور زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ راجپوتوں کے سوا اور قومیں بھی مل رہی ہیں چنانچہ ان دو ہزار میں جاٹ اور گوجر بھی ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے لکھا تھا۔ یہ لوگ ۴ لاکھ نہیں بلکہ ایک کروڑ ہیں۔ اس کے متعلق بھی آریوں کی طرف سے شائع ہوا ہے کہ ایک کروڑ ہیں۔ شردھانند جو شردھانند سنیاسی کہلاتے ہیں۔ معلوم نہیں کیسے سنیاسی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوشش جاری رکھی جائے تو ممکن ہے کہ یہ لوگ ایک کروڑ ہی ہوں۔ بات یہ ہے کہ وہ لوگ ایک کروڑ ہیں ورنہ کوشش سے کس طرح کروڑ بن سکتے ہیں پہلے ہی وہ کروڑ ہیں۔ اور کروڑ ہی آریوں کے مد نظر ہے۔ جب مسلمانوں میں برداشت کی طاقت ہو گئی تو ایک کروڑ ہی کہہ دیا اور شاید ایسے مسلمان بھی نکل آئیں۔ جو کہیں کہ ایک کروڑ کے مرتد ہونے سے کیا بگڑتا ہے۔ ہم چالیس کروڑ ہیں۔ تو ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ کچھ اور آدمیوں نے نام لکھائے ہیں مگر ابھی جنھوں نے نہیں لکھائے وہ بھی لکھائیں کیونکہ بہت زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہے۔ روپیہ کے لیے جنھوں نے نام لکھائے ہیں ان کی رقم گیارہ بارہ سو کے قریب ہے اور بھی کوشش کر کے لکھائیں۔ روپیہ دینے والے لوگوں میں کئی ایسے لوگ بھی ہیں جن کی مالی حالت حصہ لینے کے قطعاً قابل نہیں ہے ان میں سے دو کے نام لے دیتا ہوں۔ ایک تو محمد خاں ہیں۔ ان کی مالی حالت سب لوگ جانتے ہیں مگر ان کے ایمان کی حالت کو دیکھیے کہ انھوں نے سو روپیہ دے دیا ہے۔ دوسرے عبدالرحمٰن کاغانی ہیں گو وہ کاندار ہیں مگر یہاں کے دوکانداروں کی حالت سب کو معلوم ہے۔ پھر پچھلے دنوں میں ان کی دکان الگ ہو گئی اس میں بھی ان کو خرچ کرنا پڑا مگر باوجود اس کے انھوں نے سو روپیہ دے دیا اگر ہم روپیہ دینے والوں کے نام لکھتے تو کبھی یہ خیال میں بھی نہ آتے مگر انھوں نے بڑی ہمت اور ایثار سے کام لیا۔ اس لیے دوسروں کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔

سورۃ احزاب میں موجودہ زمانہ کا نقشہ

اس کے بعد سورۃ احزاب کے متعلق جس کا پہلا رکوع اس دن کے درس میں تھا۔ فرمایا۔ آج جو سورۃ درس میں ہے کیا اس مضمون کی اہمیت کے لحاظ سے اور کیا بلحاظ موجودہ حالت کے ایسی ہے کہ گویا آج ہی اتری ہے اس کا نام احزاب ہے اور اس میں ان گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے جو اسلام کے مٹانے اور ملیا میٹ کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ آج بھی یہی حالت ہے سب لوگ اسلام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں کیونکہ انھوں نے دیکھ لیا ہے کہ مسلمانوں کے پاس کچھ نہیں۔ آج اگر ایک بات قرآن سے نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو اسے نہیں مانتا وہ کافر ہے تو دوسرے دن جب اس کے الٹ بات کی ضرورت پیش آ جاتی ہے تو یہی مولوی فتویٰ دے دیتے ہیں کہ یہی نکلتی ہے اور اس سے اگلے دن کچھ اور نکال دیتے۔ مسلمان مولویوں کے اس طرز عمل سے ہندیوں نے دیکھ لیا ہے کہ قرآن کو انھوں نے کھلونا بنایا ہوا ہے۔ ورنہ اس سے ان کا تعلق کچھ بھی نہیں ہے اس بات کو غیر مذاہب کے لوگوں نے خوب سمجھا ہے اور نہ صرف سمجھا ہے بلکہ اس سے خوب کام لینا شروع کر دیا ہے۔ دیکھو کہاں وہ ساتن دھرمی جو کہتے تھے کہ جو ہندو ایک دفعہ ہندو نہ رہے۔ پھر وہ کبھی ہندو مذہب میں شامل نہیں ہو سکتا۔ وہ جائیں اور کھانا اور مٹھائی ان لوگوں کے ہاتھ سے کھائیں جو ہندو نہیں تھے۔ اور ان کو ساتھ ملائیں۔ اور بھرت پور کے راجہ کا پروہت جا سکے اور کہے تمہارے لیے پرانے رشتہ ہندوؤں کے ہاں سے میں لاؤں گا۔ یہ انقلاب ہو نہیں سکتا جب تک وہ یہ نہ سمجھیں کہ کوئی بڑی جائداد ملنے والی ہے اور بڑے خزانہ پر قبضہ ہونے والا ہے۔

پھر عیسائیوں نے ان دنوں خطرناک حملہ شروع کر دیا ہے ولایت سے بہت سے پادری آ گئے ہیں اور ان میں ملک معظم کے بھی دو پادری ہیں۔ ان سے سرکاری حکام نے ملاقاتیں کی ہیں اور امداد کا وعدہ کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا ہے پہلے تو ہم سالہا سال سے عیسائیوں کو بحث کے لیے بلاتے تھے جو دوڑ لیتے تھے۔ مگر اب ہر جگہ سے خط آ رہے ہیں کہ آدمی بھیجو۔ لوگ عیسائی ہو رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ مسلمان اپنی جگہ سے ہل چکے تھے اب عیسائیوں کے ساتھ مل رہے ہیں کہ اور نہیں تو دنیاوی آرام و آسائش ہی حاصل ہو۔

یہ ساری باتیں ہیں کہ دنیا اسلام کے خلاف کھڑی ہو گئی ہے پس وہ ہی زمانہ ہے جو اس سورۃ میں بیان ہوا ہے اور اس میں موجودہ زمانہ کا ہی ذکر ہے اور ان ہی مسائل کا ذکر ہے عیسائیوں کا اعتراض پردہ پر ہے۔ اس کا اسی میں ذکر ہے مسئلہ طلاق پر عیسائیوں کا اعتراض ہے اس کا اس میں ذکر ہے۔ عیسائیوں کا اعتراض کثرت ازدواج پر ہے اس کا اس میں ذکر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی چال چلن پر اعتراض کیے جاتے ہیں کہ عورتوں کی محبت میں پڑے رہتے تھے۔ اپنے نفس کے لیے لڑائی چاہتے تھے۔ دشمنوں کے خلاف ناجائز رویہ اختیار کرتے تھے وغیرہ۔ ان کا جواب اس میں ہے غلامی پر اعتراض کیا جاتا ہے وہ بھی اس میں ذکر ہے۔ پھر اس سورۃ میں یہ بیان ہے کہ دشمن اپنے سارے زور سے اسلام کے خلاف کھڑا ہونے والا ہے۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مسلمان منافق بن جائیں گے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس بیماری اور دکھ کا علاج سوائے نبوۃ کے اور کچھ نہیں ہو گا۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ساری دنیا میں تبلیغ کرنے کا وہ زمانہ ہو گا۔ یہ بھی اس میں بتایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر خصوصیت سے اعتراض کیے جائیں گے۔ اور آخر اس سورۃ کو ختم اس بات پر کیا ہے کہ انسان کی فضیلت ہی وحی الٰہی سے ہے اگر اس کو الگ کر دیا جائے تو انسان انسان ہی نہیں رہتا۔ پس وحی الٰہی کا انکار کرنا ہلاکت کا باعث ہے۔ اور احمدیت یعنی دین اسلام کی ترقی اور دین کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی ہلاکت کی خبر دی گئی ہے۔ پس یہ سورۃ خلاصہ ہے مجموعی لحاظ سے اس زمانہ کی ساری حالت کا۔

پھر یورپ کے لوگ ایک اعتراض کیا کرتے ہیں اسکا بھی عجیب طرز پر جواب دیا ہے۔ وہ اعتراض جمع القرآن پر ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت کے ماتحت جو بہت سے فوائد رکھتی ہے بڑی سورتیں پہلے رکھی ہیں اور چھوٹی بعد میں نادانوں نے اس بات کو مد نظر رکھ کر کہا کہ خدا کے کلام میں ترتیب کہاں ہے۔ یہ تو بکھرا ہوا ہے۔ صحابہ نے بڑی بڑی سورتیں لے کر پہلے رکھ دیں چھوٹی بعد میں۔ نہ کہ کسی ترتیب کے ماتحت قرآن کی سورتیں ہیں مگر یہاں اسکا بھی جواب ہے۔ اور وہ یہ کہ سورہ سجدہ جو پہلے گزری ہے احزاب سے چھوٹی ہے۔ اور کوئی تھوڑا فرق نہیں بلکہ بہت زیادہ ہے تو اس سورۃ سجدہ کے تین رکوع ہیں۔ اور اس کے ۹ رکوع ہیں۔ تو اس سورۃ کے مقام نے اس اعتراض کو حل کر دیا ہے (الفضل)

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اچھی ہے فتنۂ ارتداد کے انسداد کی طرف آپ ہمہ تن مصروف ہیں مبلغین کو جو اسوقت موقعہ پر جا چکے ہیں ہدایات کا دینا اور اس کام کو کامیابی اور استقلال سے چلانے کے لیے ایک بڑی سکیم زیر غور ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے آمین

(۲) ۱۷ اور ۱۸ و ۱۹ مارچ ۱۹۲۳ء کو غیر احمدیوں کا جلسہ ہوا جسکی اجمالی کیفیت اگلی اشاعت میں ان شاء اللہ تعالیٰ درج ہو گی ۱۹ مارچ ۱۹۲۳ء بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں آپ نے ایک زبردست پر شوکت و جلال تقریر فرمائی جس میں بہت سے غیر احمدی جو مخالفین کے جلسہ پر آئے ہوئے تھے شریک تھے آخر آپ نے **روحانی مقابلہ کے لیے چیلنج دیا**۔ خاتمہ تقریر پر ایک بہت بڑی جماعت نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(۳) **مجلس مشاورت** کی تاریخ قریب آ رہی ہے ہر جگہ کی احمدی جماعتوں کو اپنے نمائندے بھیجنے چاہئیں۔ نہایت اہم اور ضروری معاملات زیر بحث ہوں گے

(۴) حیدر آبادی وفد واپس آ گیا ہے۔ الحکم میں **حیدر آبادی تبلیغ** پر ان شاء اللہ ایک سلسلہ لکھا جائیگا۔

شکریہ میں ان احباب کا شکر گزار ہوں جو الحکم کے جاری کردہ وی پی وصول کر رہے ہیں۔ علاوہ خطوط نہ تو وی پی کی اطلاع کے لکھے جا سکتے ہیں۔ اور نہ مجھے اسقدر فرصت باوجود اس کے احباب کی حوصلہ افزائی قابل شکر گزار ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا

(عرفانی)

دافع البہتان

ایک سُنی نما شیعہ کے چند اعتراضات کے جوابات بطور مکالمہ

شیعہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شیعہ نے جو سُنی مذہب کو باطل بتایا تو قادیانی مذہب والوں کو اس سے کیا تعلق ہے کیونکہ قادیانی مذہب والے سُنی کیا مسلمان بھی نہیں بلکہ کافر مرتد و خارج از اسلام ہیں۔ کفر وارتداد کے فتوے اُنپر ہو چکے ہیں۔

احمدی حضرت پہلے یہ تو بتایئے کہ مسلمان اور سُنی کسکو کہتے ہیں پھر یاد رکھیئے کہ قادیانی کوئی مذہب نہیں۔ ہاں قادیان ایک گاؤں کا نام ہے جو تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے جہاں حضرت میرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام رہتے تھے جنہوں نے دعویٰ کیا کہ خدا مجھسے ہمکلام ہوتا ہے اُس نے مجھے اس زمانہ کا ہادی اور مجدد اور مہدی اور مسیح موعود بنا کر دین اسلام کی حمایت و تجدید اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ و رسالۃ کی تصدیق و تائید کے لئے بھیجا ہے۔ اور آپ نے جو کفر کے فتووں کا ذکر کیا ہے سو مولویصاحبان کے کفر کے فتووں سے کون بچا ہے مگر جنہوں نے کفر کے فتوے حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگائے ہیں اُنپر پہلے ہی کفر کے فتوے لگ چکے ہیں پھر اُن کو دوسروں پر کفر کے فتوے لگانے کا کیا حق ہے خارجیوں نے جناب علیؓ پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ کاملیہ فرقہ نے حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ پر کفر کے فتوے لگائے یہ بطور نمونہ بیان کیا گیا مفصل کے لئے دفتر چاہیئے

شیعہ یہ مانا کہ بعض لوگوں نے تعصب و نفسانیت سے اپنے مخالفوں پر کفر کے فتوے لگائے ہیں مگر میرزا غلام احمد قادیانی پر تو سُنی و شیعہ سب نے کفر کے فتوے لگا دئے ہیں۔

احمدی سنیوں نے شیعوں پر اور شیعوں نے سُنیوں پر کفر کے فتوے لگائے ہیں تو اُن دونوں کو میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لگانے کا کیا حق ہے۔

شیعہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد پر نہ سُنیوں کا اتفاق ہے نہ شیعوں کا دونو فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ مرزا قادیانی اور اُن کے پیرو اسلام سے خارج اور مرتد ہیں۔

احمدی جناب یہ سب تعصب و نفسانیت کی باتیں ہیں۔ اوّل تو جو شخص خدا کی طرف سے حَکَم و عَدَل ہو کر آیا ہے اُسکا فرض ہے کہ اسلام کے تمام فرقوں میں جو غلطیاں پھیل گئی ہیں اُنکی اصلاح کرے اور عقلاً ضروری ہے کہ ایسے مصلح سے ضدی طبیعتیں ناراض ہوں پس سنی اور شیعہ کا اتفاق اس بارہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ ثانیاً انصاف پسندوں کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کونسی باتیں ہیں جنکی بنا پر کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اور ان کے پیرو اسلام سے خارج اور مرتد ہیں۔ سو واضح ہو کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے پیرو اُن سب باتوں پر یقین رکھتے ہیں جن باتوں پر یقین رکھنے اور ایمان لانے سے ایک پُشت ہا پُشت کا کافر بھی مسلمان اور مومن کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اُن کے عقائد میں کوئی ایسی بات نہیں جو اُن کو اسلام سے خارج قرار دے منصف مزاج خود بھی اُن کے عقائد ملاحظہ فرما کر انصاف سے کام لیں۔ ہم احمدیوں کے عقائد یہ ہیں۔ خدا ایک ہے اُسکا کوئی شریک نہیں وہ موصوف بصفات کاملہ ہے ہر نقص سے منزہ ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں تمام کتابوں رسولوں اور نبیوں پر ہمارا ایمان ہے حشر و نشر - جزاء و سزا کے ہم قائل ہیں۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہمارے دلوں میں اور ہماری زبانوں پر ہے۔ روزہ - نماز - حج - زکوٰۃ کے ہم قائل ہیں اور حتی الامکان عامل ہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ہم تعظیم کرتے اور اہلبیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں ائمہ تصوف ائمہ فقہ ائمہ حدیث ائمہ کلام کی تعظیم و تکریم کو ہم ضروری یقین کرتے ہیں اور اُن کے متفقہ اور مشترکہ طریقہ کو ہم سبیل المؤمنین مانتے ہیں دین اسلام ہمارا دین ہے شرع محمدی ہماری واجب الاتباع شرع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سید المرسلین و خاتم النبیین مانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ خدا کے بعد سب سے بڑا ہے اور قرب الٰہی کے تمام کمالات جو انسانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر ملتے رہے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف آپؐ کی غلامی سے مل سکتے ہیں۔ تمام شعائر اسلام کی ہم تعظیم کرتے ہیں۔ اختلافی مسائل میں ہم اُس مسئلہ کو ترجیح دیتے ہیں جسکی تائید میں کتاب و سُنّت کے زبردست شواہد موجود ہوں اور عقل بھی اُسکی مؤید ہو۔ قرآن کریم کو اللہ کا کلام محفوظ و مقدم مانتے ہیں۔ حدیث کو اس شرط سے مانتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کے مخالف نہ ہو۔ پس اگر ان عقائد کے رکھنے والے مسلمان نہیں تو پھر دنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔

شیعہ مرزا صاحب قادیانی نے نبوۃ کا دعویٰ کیا۔ معراج نبوی سے انکار کیا۔ حضرت عیسیٰ کی حیات اور اُن کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور آیندہ زمین پر نازل ہونے سے انکار کیا مرزائی قادیانی لوگ کعبہ شریف بیت المقدس وغیرہ مقامات متبرکہ کا ادب نہیں کرتے۔ سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین نہیں مانتے ترکوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھتے۔ کرشن اور رام چندر کو نبی بناتے ہیں۔ مرزا صاحب نے خود کرشن ہونے کا دعویٰ کیا۔ مسلمانونکو کافر ٹھہراتے ہیں۔ ذکر میلاد نبوی کو بدعت بتلاتے ہیں پھر وہ کیونکر مسلمان سمجھے جا سکتے ہیں۔

احمدی ہم مرزائی قادیانی نہیں ہمارا نام احمدی ہے اگر آپ ہماری دل آزاری کے لیئے اپنی طرف سے نام گھڑ سکتے ہیں تو ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں اسلیئے تہذیب کے ساتھ ہی گفتگو فرمایئے تو بہتر ہے۔ بعد ازاں واضح ہو کہ حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی ایسی نبوۃ کا دعویٰ نہیں کیا جو شریعت محمدیہ کی رو سے ممنوع ہے بلکہ نبوۃ تابع شریعت محمدیہ کا دعوےٰ کیا ہے جسکی نسبت صوفیوں کے سردار حضرت محی الدین ابن العربی - مولانا روم - امام محمد طاہر گجراتی - مولانا عبدالحی لکھنوی - مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہ بزرگوں نے شرعاً درست ہونیکا فتویٰ دیا ہے۔

ہم احمدی اس بات کو مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج روحانی جسم کے ساتھ ہوا اور وہ آنحضرتؐ کا اعلیٰ درجہ کا کشف بیداری میں تھا۔ ہماری طرح سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے امام مالک امام بخاری امام ابن حزم وغیرہ بھی قائل ہیں (دیکھو رسالہ پیام صادق) ہم احمدی کعبہ شریف وغیرہ تمام مقامات مقدسہ و متبرکہ کا ادب کرتے ہیں۔ سلطان ترکی کو بادشاہ مانتے ہیں۔ ترکوں کے ساتھ ہمدردی اُس حد تک رکھتے ہیں جس حد تک شریعت محمدیہ اجازت دیتی ہے۔ کرشن جی اور رام چندر جی کو نبی اسلیئے مانتے ہیں کہ ہندوستان کے لوگ صدیوں سے ان کو اپنا روحانی پیشوا اور ہادی مانتے چلے آئے ہیں اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ یعنی کوئی اُمت ایسی نہیں جس میں کوئی نبی خدا کی طرف سے نہ آیا ہو اور قرآن شریف میں سب نبیوں کے نام نہیں لکھے پس اس بارہ میں ہندوؤں کو جھٹلانے کے لیئے ہمارے پاس کوئی دلیل شرعی موجود نہیں۔

بعض صوفی بزرگوں نے بھی جو حضرت احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے گزرے ہیں جیسے حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمہما اللہ نے ایسا ہی تحریر فرمایا ہے (دیکھو کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مطبوعہ احسن المطابع مراد آباد صفحہ ۲۰ اور کتاب بشارات احمدی مصنفہ جناب مولانا حضرت مولوی عبد العزیز صاحب سُنّی المذہب لکھنوی صفحہ ۵۰)

ہم احمدی اپنی طرف سے مسلمانوں کو کافر نہیں ٹھہراتے اگر کوئی خود صریح کفر کا مرتکب ہو کر کافر بنجائے تو اس میں احمدیوں کا کیا قصور۔

علاوہ بریں ظاہر ہے کہ تکفیر کی ابتدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے نہیں ہوئی بلکہ اُن کے مخالفوں کی جانب سے ہوئی۔

اور ذکر میلاد نبوی کو ہم احمدی ہرگز ہرگز بدعت نہیں بتاتے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک ذکر ہمارے لیئے غذائے روح اور باعث ازدیاد ایمان ہے ہاں اگر ذکر مبارک میں کوئی کام بدعت کا کیا جاوے تو علماء دیوبند کی طرح احمدی بھی اُس کام کو بدعت بتاتے ہیں۔ پس ان تمام اعتراضات میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو احمدیوں کو اسلام سے خارج کر سکتا ہو اسی وجہ سے حال میں مدراس ہائی کورٹ نے ایک مقدمہ میں جو احمدی و غیر احمدیوں کے درمیان تھا کامل تحقیقات کے بعد یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ احمدی ہو جانے سے کوئی مسلمان دائرہ اسلام سے خارج یا مرتد نہیں ہو جاتا اور اسی فیصلہ میں کرشنن صاحب جسٹس نے لکھا ہے

The Ahmadees are in my view only a reformed sect of the Muhammadans

(دیکھو نظیر مدراس ہائی کورٹ نرل تکت اللہ بنام پیرکل محمو - مطبوعہ کریمنل لا جرنل آف انڈیا لاہور نمبر ۱ بابت جنوری ۱۹۲۳ء)

ترجمہ انگریزی یہ ہے - کہ

میری رائے میں احمدی فرقہ مسلمانوں کا اصلاح یافتہ فرقہ ہے۔

علاوہ بریں شیعہ بھی سلطان ترکی کو دنیا کے سارے مسلمانوں کا خلیفہ نہیں مانتے اور کسطرح مانیں جب وہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خلیفہ برحق نہیں مانتے اور نہ صرف اُن کو بلکہ اُن کی وجہ سے سب سُنیوں کو کافر ٹھہراتے ہیں اور ایسے الفاظ بھی

کتابوں میں لکھتے ہیں کہ ہیں انکا ذکر کرنا بھی پسند نہیں کیا۔ پس اگر معترض درحقیقت شیعہ نہیں تو اُسے شیعوں کے ساتھ اس قدر ہمدردی کیوں ہے؟

شیعہ۔ اچھا مانا کہ آپ لوگ مرزائی قادیانی نہیں احمدی ہیں اور یہ بھی مانا کہ مسلمان ہیں مگر سوال تو یہ ہے کہ سنی و شیعہ کے جھگڑے سے آپ لوگوں کو کیا تعلق۔

احمدی۔ جناب من میں نے تو پہلے ہی آپ سے دریافت کیا تھا کہ آپ سنی کسکو کہتے ہیں یعنی آپ کے نزدیک سنی کی تعریف کیا ہے مگر آپ نے اسبارہ میں خاموشی اختیار کی خیر آپ نہیں بتا سکتے تو میں ہی عرض کرتا ہوں۔ مولانا حیدر علی صاحب فیض آبادی شیعوں کے مشہور مناظر نے اپنی کتاب منتہی الکلام صفحہ ۲۶ میں فاضل طبری شیعہ کی کتاب سے ایک عبارت نقل کی ہے جسمیں اُس نے حدیث ستفترق امتی علی ثلث و سبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا ومن ھی یا رسول اللہ قال الذین ھم علی ما انا علیہ و اصحابی پیش کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کے طور پر فرمایا کہ میری اُمت تہتّر فرقے ہو جائے گی اُنمیں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب فرقے دوزخی ہوں گے۔ اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کونسا ہے آنحضرت نے جواب دیا وہ لوگ جو میرے طریقہ پر اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے۔ پھر مولانا حیدر علی صاحب لکھتے ہیں کہ فاضل طبری نے حدیث مذکور نقل کر کے چند سطور کے بعد لکھا ہے کہ فرق اسلام آنچہ معظم است بدو مدار میگیرد اول جمعے اند کہ ایشاں را اہل سنت و جماعت میخوانند و آں طائفہ اقتدا بصحابہ رسول کنند بعد از رحلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہیٰ۔ یعنی اسلام کے سب بڑے فرقوں میں داخل ہیں اول اُنمیں وہ فرقہ ہے جسکو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں اور یہ فرقہ اصحاب رسول خدا کا پیرو ہے رسول اللہ کی رحلت کے بعد۔ پھر فاضل طبری کی دونو عبارتوں کو ملا کر پڑھنے سے جو نتیجہ نکلتا ہے اُسکو مولانا اسطرح بیان فرماتے ہیں۔ پس قیاس شکل اول بدیہی الانتاج بزبان ایں بزرگ کہ عناد و تعصب او از ہر مقام پیدا است بکمال قدرت ایزدی کہ سر تسلیم او رد بروئش فرو گردد بدیں نہج مرکب میشود کہ سنی ہماں است کہ بر طریق اصحاب رسول است و ہر کہ بر طریق اصحاب رسول است ناجی است"

پس سنی و شیعہ دونو اسبات پر متفق ہیں کہ سنی اُسکو کہتے ہیں جو اصحاب رسول خدا کے طریق کا پیرو ہو۔ ہم احمدی بھی آنحضرت کی وفات کے بعد اصحاب رسول خدا کے پیرو ہیں اسلیئے سنی ہیں۔ اب دیکھئے کہ شیعہ کسکو کہتے ہیں۔ مجالس المؤمنین مجلس چھٹی صفحہ ۲۹۷ میں لکھا ہے "مناط تشیع بر اعتقاد آنست کہ بعد از پیغمبر خلیفہ بحق بلافصل امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب است" (دلیل العرفان صفحہ ۱) یعنی مناط تشیع اس اعتقاد پر ہے کہ پیغمبر خدا کے بعد خلیفہ بحق بلافصل امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ہیں۔ پس جو شخص پیغمبر خدا کے بعد خلیفہ بحق بلافصل علی ابن ابی طالب کو نہیں مانتا بلکہ ابوبکرؓ کو خلیفہ بحق بلافصل مانتا ہے وہ سنی ہے۔ احمدی بھی پیغمبر خدا کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بحق بلافصل مانتے ہیں اسلیئے احمدی بھی سنی ہیں۔ لہذا شیعہ مولوی صاحب نے سنی مذہب کو باطل بتایا تو احمدی کو اُس کے جواب دینے کا حق ضرور حاصل ہے۔

شیعہ۔ بعض احمدی اپنے آپ کو حنفی بھی کہتے ہیں وہ احمدی ہو کر حنفی کس طرح ہو سکتے ہیں۔

احمدی۔ ہمارے امام ہمام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اُن حنفیوں کو جو احمدی ہو جائیں حنفی مذہب پر قائم رہنے سے منع نہیں کیا بلکہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی ہے چنانچہ فرمایا ہے "امام بزرگ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ... فانی فی سبیل اللہ تھا .... وہ ایک بحر اعظم اور دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں اسکا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے امام بزرگ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں ید طولیٰ تھا (مباحثہ لودھیانہ مطبوعہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۱)

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ "ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اسپر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اسکو ترجیح دیں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اُس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں۔" (ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان صفحہ ۶)

علاوہ بریں احمدی حنفی اس طرح بھی ہو سکتے ہیں جسطرح حنفی سہروردی چشتی قادری نقشبندی وغیرہ اور جس طرح شیعان علی جعفری وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جس طرح امتیاز کے لیئے مسلمانوں نے بعض نام رکھ لیئے ہیں اسی طرح کو احمدی حنفی نام ہے۔

شیعہ۔ اٹاوہ میں احمدیوں کی تعداد بہت قلیل ہے اسلیئے انکو سنی شیعہ کے مذہبی معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں۔

احمدی۔ یہ تو ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ احمدی سنی ہیں اسلیئے احمدیوں کو اُن مذہبی معاملات مشترکہ میں جو سنیوں سے تعلق رکھتے ہوں اور جنکا اثر احمدیوں پر بھی پڑتا ہو دخل دینے کا ضرور حق حاصل ہے رہی قلیل و کثیر جماعت کی بحث سو اسکی نسبت یہ عرض ہے کہ گورنمنٹ محسنہ برطانیہ نے اپنی تمام رعایا کو خواہ وہ کسی فرقہ مذہبی سے تعلق رکھتی ہو اور خواہ اُس فرقہ کی تعداد قلیل ہو یا کثیر مذہبی آزادی عطا فرمائی ہے اور اُس مذہبی آزادی سے مستفید ہونے کا احمدیوں کو بھی حق حاصل ہے ہاں اگر احمدیوں کی تعداد قلیل ہونے کو آپ نے اُن کے باطل مذہب پر ہونیکی دلیل ٹھہرایا ہو تو آپ نے خود اپنے مذہب پر ستم ڈھایا ہے کیونکہ شیعوں کی تعداد اٹاوہ میں سنیوں کے مقابلہ میں بہت قلیل ہے اور سب مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں کے مقابلہ میں بہت قلیل ہے۔ مزید براں یہ کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (سورۃ الانعام) اور اگر تو کہا مانے گا اکثر اُسکا جو زمین میں ہیں بھٹکا دیں گے تجکو راہ خدا سے۔

جناب من جب خدا کی طرف سے کوئی مامور آتا ہے تو اُسکی جماعت کی تعداد ابتداءً ہمیشہ قلیل ہی ہوا کرتی ہے مگر پھر وہی قلیل تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسقدر ترقی کرتی ہے کہ اُسکی کثرت معجز نما ہو جاتی ہے بسنت اللہ نے سلسلہ احمدیہ پر بھی یہی فضل کیا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ سلسلہ عالیہ ہندوستان کے تمام مشہور مقامات میں داخل ہو کر مکہ معظمہ۔ جدہ۔ مصر۔ شام۔ افریقہ انگلستان۔ امریکہ۔ اسٹریلیا۔ مارشیش۔ لنکا۔ برہما وغیرہ میں پھیل گیا ہے۔ خاص لندن میں احمدیہ مشن موجود ہے۔ امریکہ سے مسلم سن رائز (شمس الاسلام) جلوہ افروز عالم ہے کولمبو سے احمدی اخبار دی میسیج نکلتا ہے اسٹریلیا سے سن شائن شائع ہوتا ہے۔ لندن۔ امریکہ کی مسجدوں کے علاوہ اب جرمن میں بھی احمدی مسجد بننے کی طیاری ہے۔ زمین مسجد کے لیئے خرید لی گئی ہے۔ سچ ہے شعر

صادقاں را نور حق تابد مدام
کاذباں مُردند و شد ترکی تمام

شیعہ۔ اسوقت مجھے ایک ضروری کام ہے پھر کسی وقت اسبارہ میں گفتگو کروں گا۔

احمدی۔ بہت اچھا تشریف لے جائیے۔ جب آپ پھر فرمائیں گے میں بھی عرض کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سید صادق حسین مختار عدالت منصفی حنفی محمدی احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ۔ ۱۴ مارچ ۱۹۲۳ء

احمدیہ سٹور کے متعلق اطلاع

احمدیہ سٹور کا سال ۳۱ مارچ ۱۹۲۳ء کو ختم ہوگا اور ۱۵ اپریل ۱۹۲۳ء تک میں اس سال کا گوشوارہ انشاء اللہ العزیز شائع کردوں گا۔

حصہ داران سٹور کو معلوم رہے کہ میں نے نومبر ۱۹۲۳ء کے آخر میں سٹور کا چارج لیا۔ اس وقت سٹور میں کوئی کام بجز آٹے کی مشین کے جاری نہ تھا۔ اور کھیٹہ پر کچھ اینٹ پچھلی باقی تھی جو فروخت ہو رہی تھی اور اجناس میں چاول موجود تھے اور کچھ لکڑی باقی تھی۔

سٹور میں نقد روپیہ ساڑھے پانچ ہزار سے کچھ زیادہ (۵۵۰۰) تھا اور اس میں بڑا حصہ ناظر صاحب امور عامہ نے بطریق امانت داخل کیا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے میں کسی جدید کام کے جاری کرنے کے قابل نہیں ہو سکا۔ اور میری کوشش سراسر پہلے حسابات کی پڑتال لکڑی چاول اور اینٹ کو روپیہ کی صورت میں منتقل کرنیکی طرف رہی۔ اس عرصہ میں میں نے کیا کیا اور میں کیا کر سکتا تھا اسکی صراحت کھلے کھلے الفاظ میں سالانہ رپورٹ میں ہوگی۔ حصہ داران سٹور کو اگر ۱۵ اپریل تک رپورٹ نہ ملے تو وہ مطالبہ کریں۔

(مینجنگ ڈائرکٹر احمدیہ سٹور)

فتنۂ ارتداد کی مقابلہ کی مہم میں احمدی جماعت

اخبارات کیا کہتے ہیں؟

فتنۂ ارتداد کے مقابلہ کی مہم میں احمدی جماعت محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسلام کی حمیت و بقا کے نصب العین کو لے کر میدان مقابلہ میں اُتری ہے اسکی نظر اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم پر منحصر ہے۔ اور وہ یقین رکھتی ہے کہ اسلام کا ناصر خدا اپنی غیبی تائیدات سے اسلام کا بول بالا کرے گا۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مقابلہ بہت سخت ہے۔ اور دشمن اپنی طاقت اور دولت پر ناز کرتا ہوا میدان میں آیا ہے باوجودیکہ ہمارے بیرونی تبلیغی مشن اسبات کی عقلی طور پر اجازت نہ دیتے تھے کہ

مزید مالی مشکلات کو اختیار کیا جاوے

لیکن یہ وقت خاموش اور بے پروائی کا نہ تھا اس لیے حضرت امام نے باوجود جماعت پر بہت بڑے

مالی بوجھوں کے

اس مہم میں اپنی فوج کو بھیجنا ہی ضروری سمجھا۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے کوئی چیز اس

میدان سے ہماری جماعت کو واپس نہیں کر سکتی

جبتک یہ فتنہ دور ہو کر اللہ ہی کا دین نہ ہو جائے۔ ہماری اسی شمولیت پر بدقسمتی سے بعض علما کو (جو سلسلہ کے دشمن ہیں) بہت تکلیف ہوئی ہے۔ اور جیسا کہ اندیشہ تھا بعض روکیں ہماری راہ میں پیدا کرنے کی کوشش کی گئیں ہیں۔ مگر سب لوگ برابر نہیں جنکے دلوں میں اسلام کا درد ہے۔ جو اس بلا کو زہرہ گداز بلا سمجھتے ہیں وہ نہایت نیکدلی اور وسعت حوصلہ سے ہماری ناچیز خدمات کو قدر کی نظروں سے دیکھتے ہیں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکے حسن ظن کو یقین اور واقعات سے بدل دے میں اخبارات کے خیالات کو محض اس لیے ظاہر کر رہا ہوں تا احمدی جماعت کو معلوم ہو کہ غیر احمدی مسلم اخبارات ان سے کیا توقعات رکھتے ہیں۔ تمہاری شمولیت سے انکی امیدوں کیا وسعت پیدا ہو گئی ہے اور یہ خیالات تمہارے فرائض کو بڑھا رہے ہیں اسلیے اب بہت زیادہ مستعدی اور ہمت کی ضرورت ہے۔

گویا یہ مہم خود تم میں سے ہر ایک نے سر کرنی ہے

میں اسلیے ان اقتباسات کو نہیں دے رہا کہ تمھیں خوش کروں۔ اسلیے کہ یہ تو تمھارے اخلاص و ایثار کی ہتک ہے تمہاری قربانی کی توہین ہے بلکہ میری ایک ہی غرض ہے کہ تمھارا فرض گو پہلے بھی نازک تھا مگر اب نازک تر ہے خدا تمھارا ناصر و معین ہو۔

(ایڈیٹر)

(۱)

ہماری رائے میں اگر جماعت احمدیہ قادیان سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو تمام انجمنوں کا کام اس کے سامنے پست ہو جائے گا۔ یہ ایک پیشگوئی نہیں ہے بلکہ ابتک اسکے مساعی جو دیکھے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ کے خلاف جتنا پاکیزہ لٹریچر قادیان میں جمع ہے اس کا عشر عشیر بھی کہیں اور نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ ہمارے علماء نے آریہ کے خلاف کچھ لکھا نہیں۔ بہت لکھا گیا ہے۔ مگر جماعت احمدیہ نے خصوصیت کے ساتھ آریہ خیالات پر بہت بڑی ضرب لگائی ہے اور جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ و اشاعت کی کوشش کرتی ہے وہ اس زمانہ میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی۔

(مشرق گورکھپور ۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء)

(۲)

مدت سے یہ خیال اخبارات میں وقتاً فوقتاً ظاہر کیا جاتا رہا تھا کہ تبلیغ اسلام کی ایک انجمن قایم کی جائے۔ خیال نہایت مفید اور قابل عمل ہے۔ لیکن سوائے احمدی جماعت کے ایسے منتظم طریقہ میں ابتک کسی دوسری جماعت نے جہانتک ہمیں علم ہے عملی صورت نہیں دی۔ اس جماعت کے ساتھ گو ہمارا عقیدہ کے اعتبار سے اختلاف ہے لیکن از روئے انصاف ہمیں کہنا پڑا کہ یہ جماعت اشاعت اسلام کے متعلق واقعی خدمت انجام دے رہی ہے۔ یہانتک کہ ہندوستان کے علاوہ اس کی تبلیغی کوششوں کا سلسلہ انگلستان اور جرمنی تک جا پہونچا ہے۔

(روزانہ پیسہ اخبار ۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء)

(۳)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ احمدیہ جماعت ـــــــ کا یہ اعلان قابل قدر ہے۔

درحقیقت اس وقت ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حفاظت اسلام میں کسی قسم سے دریغ نہ کریں اور مخالفین کو ہنسی کا موقع نہ دیں گے۔ ہم احمدیہ جماعت کی اس تجویز کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے دیکھیں گے کہ میدان عمل میں کون اُترتا ہے۔ اور کون بیہودہ لاف و گزاف سے کام لیتا ہے۔ ایک ہندو مہاتما کا قول ہے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان، عیسائی ہو یا کوئی اور جس میں اپنے مذہب کی ترقی احساس نہ ہو وہ کچھ بھی نہیں ہے۔

(ذوالفقار ۱۶ مارچ ۱۹۲۳ء)

(۴)

کل جناب مرزا محمود صاحب مقتدائے جماعت احمدیہ قادیانی کا ایک طول طویل مطبوعہ اعلان ہمکو پہونچا ہے۔ جس میں آریوں کی پرانی (۱۹ سالہ) کوششوں کے باوجود ان کے دس لاکھ روپیہ کے مطالبہ کا حوالہ دیکر مسلمانوں کو اپنا کام شروع کرنے کے لیے بیس لاکھ روپیہ کی ضرورت جتائی گئی ہے جو ۱۹ لاکھ روپیہ مسلمانان ہند کی دیگر جماعتوں کی طرف سے جمع کیے جانے کی صورت میں جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے پچاس ہزار روپیہ اور تیس مبلغین اس کام کے واسطے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ ہمیں جماعت احمدیہ کے جوش و ایثار کو دیکھتے ہوئے ان کی طرف سے پچاس ہزار بلکہ اس سے زیادہ روپیہ اس غرض کے لیے فراہم ہو سکنے کا قریب قریب یقین و اعتماد ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ دیگر مسلمانوں سے ۱۹ لاکھ تو کجا ایک لاکھ روپیہ بھی حالات موجودہ میں چند ہفتے کے اندر جمع ہو جانے کی کوئی توی توکیا معمولی امید بھی ان طریقوں سے نہیں باندھ سکتے جو اسوقت تک اسکے لیے اختیار کیے گئے ہیں۔

(ہمدم ۱۸ مارچ ۱۹۲۳ء)

(۵)

ہمارے قادیانی بھائی اور شیعہ بھائی مستحق تہنیت و تبریک ہیں کہ انھوں نے بھی اس تازہ خطرہ کو اور جدید آفت کی روک تھام کے لیے اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ پیش قدمی شروع کر دی ہے۔

(زمیندار ۱۲ مارچ ۱۹۲۳ء)

ناظر بیت المال کا اعلان

میں نے سب جماعتوں کی خدمت میں بذریعہ مطبوعہ کارڈوں کے اطلاع کی ہے کہ میں یکم اکتوبر ۱۹۲۲ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۲۳ء تک کی وصول شدہ رقوم کا ایک نقشہ مع ہر ایک جماعت کے مقررہ بجٹ سالانہ کے ماہ اپریل میں شائع کرنے والا ہوں۔ اس واسطے بذریعہ اخبار الحکم اعلان کرتا ہوں کہ سب جماعتیں ابھی سے پوری سعی اور کوشش سے اپنے اپنے نصف بجٹ کو ۳۱ مارچ ۱۹۲۳ء تک ضرور پورا کر لیں۔ کیونکہ یہ نقشہ کل جماعتوں میں بھیجنے کا انتظام کر چکا ہوں۔ چونکہ یہ ایک قسم کا چھ ماہ کا اعلان عام ہوگا لہذا ضروری ہوا کہ جماعتیں اسے خوب اچھی طرح سے یاد رکھ کر ہر ایک جماعت اپنے اپنے مقررہ سالانہ بجٹ کو نصف نصف پورا کر لے۔ بطور یاددہانی اخبار میں بھی شائع کیا جاتا ہے ۳۱ مارچ ۱۹۲۳ء کی شام تک دفتر میں وصول شدہ رقوم داخل ہوں گی۔ جو یکم اپریل کو اس دفتر میں داخل ہوگی۔ وہ اس میں محسوب نہ ہوگی۔ والسلام

نوٹ: ہر ایک جماعت روپیہ ارسال کرتے وقت کوپن پر بابیہ میں تفصیل دینے کے علاوہ یہ بھی صاف صاف لکھدیں کہ ان کا روپیہ فلاں جماعت میں جمع کیا جائے۔ ورنہ رقم ان کے کھاتوں میں جمع نہ ہوگی۔ بقایا کے وصول کرنے میں خصوصیت سے عہدہ داران توجہ فرمائیں۔

عبد المغنی

ناظر بیت المال قادیان۔ ۱۰ مارچ ۱۹۲۳ء

عیسائیوں کا ایک نرالا معیار

اور

ماخذ انجیل والتورات

چند یوم گزرے ہمارے دیرینہ پرسان حال ایک مسیحی پادری صاحب ہمیں گورداسپور میں ملے جنہوں نے مذہبی گفتگو کے دوران میں فرمایا کہ "شریعت حقہ میں ایسے احکام ہونے چاہئیں جو دنیا کے کسی مذہب اور کسی قوم میں نہ پائے جاتے ہوں چنانچہ توراۃ اور انجیل مقدس اور خصوصاً انجیل کا ہر ایک وعظ ایسے ہی ہیں اور اسی لیے اصلی معنوں میں الہامی ہیں مگر اس کے برخلاف قرآن کی تعلیم ایسی نہیں ہے۔ جیسا کہ مسیحی علماء نے اپنی مختلف تصانیف مثلاً میور صاحب نے ینابیع الاسلام میں اور پادری ٹھاکر داس صاحب نے عدم ضرورت قرآن وغیرہما میں ثابت کر دیا ہے جس سے صاف صاف ثابت ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے الہامی کتاب نہیں ہے"۔

ہم نے پادری صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ کسی فرصت کے وقت آپکو مفصل و مشرح جواب دیا جائیگا۔ خدا کے فضل سے آج ایفائے عہد کرتا ہوں۔

پس واضح ہو کہ پادری صاحب کا یہ اعتراض ان کی علم کی کم مائیگی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اگر وہ نبی کی ماہیت دریافت کر لیتے اور توراۃ و انجیل کو بغور ملاحظہ فرماتے تو ہرگز یہ معیار مقرر کر کے ایسا اعتراض نہ کرتے کیونکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ نبی اپنی قوم کا مصلح اور مربی اور ہدایت کنندہ ہوتا ہے اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ قوم کی تمام باتوں کو مٹا کر ایک انوکھی شریعت تعلیم کرے جو لوگوں نے کبھی کانوں سے بھی نہ سنی ہو۔ بلکہ بالہام الٰہی اسی قوم کے عقائد اور افعال و عادات کی اصلاح کرتا ہے۔ جو باتیں ان میں بری رائج ہوں انہیں بحکم خدا مٹا دیتا ہے اور جو اچھی ہوں انہیں قائم رکھتا ہے اور بعض باتوں بحسب مصلحت کم و بیش تغیر کرتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی قوم اور کوئی گروہ ایسا نہیں پایا جاتا کہ ان کے کل عقائد کل عادات و اطوار خراب ہی ہوں اور کوئی بات ان میں اچھی نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک قوم میں[1] اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ہدایت کرنے والے بھیجے ہیں جیسا کہ اسکی وسیع رحمت اور شفقت عامہ کا مقتضا ہے اور نیز بدیں وجہ بھی کہ ہر ایک انسان میں ایک اور ہادی یعنی عقل بھی ایسی شے ہے جو بہت سی عمدہ عمدہ باتیں انسانوں کو تعلیم کرتی ہے پس کیسے ممکن ہے کہ باوجود عقل و شعور کے کسی قوم میں (گو وہ کیسی ہی بدتر حالت میں ہو) تمام باتیں اور ان کے کل افعال اور رواج باطل اور ناپسندیدہ ہوں الغرض یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ ہر ایک قوم میں بعض باتیں ضرور عمدہ ہوتی ہیں پھر کیونکر ممکن ہے کہ نبی ان عمدہ باتوں کو مٹا دے جو ان کے کسی ہادی داخلی یا خارجی نے ان کو تعلیم کی تھیں۔ یہی امر تمام انبیاء علیہم السلام کی شرائع کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً اول شریعت موسوی جس کے متعلق پادری صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ "اسمیں کوئی ایسی بات نہیں جو اس سے اولیں مذاہب میں پائی جاتی ہے" اس شریعت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انوکھی شریعت نہیں ہے بلکہ اس میں بعینہٖ وہی احکام ہیں جو اس وقت کے بت پرستوں میں بہت پہلے سے رائج تھے۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل امور ملاحظہ ہوں:۔

مثلاً مشرکین کا بھینٹ چڑھانے کے لیے بیدی یعنی قربان گاہ بناتے تھے موسیٰ نے بھی بموجب توراۃ مذبح بنانے کا حکم دیا۔

(۲) بت پرستوں میں پرش میدہ اور اشو میدہ یعنی آدمی اور گھوڑے اور دیگر جانور بتوں کے نام پر بھینٹ چڑھائے جاتے تھے۔ توریت میں خطا کی قربانی اور سوختنی قربانی اور سلامتی کی قربانی وغیرہ وغیرہ مقرر ہوئیں پھر ان میں قواعد و ضوابط اور شرائط جس قدر بیان ہوئے وہ بعینہٖ بت پرستوں کے افعال ہیں یا بالکل ان کے مشابہ۔ مثلاً خطا کی قربانی سے کاہن لہو لیکر اپنی انگلی ڈبو دے اور مقدس پردے کے سامنے سات مرتبہ چھڑکے اور پھر مذبح کی دیوار پر چھڑکے باقی لہو مذبح کی جڑ پر نچوڑے۔ اور سوختنی قربانی کے لیے لکھا ہے "کاہن کتان کا لباس پہنے اور اس قربانی کو مذبح پر جلا دے اور اس کی راکھ اس کے قریب ڈالے پھر وہ کپڑے اتار کر دوسرے کپڑے پہنے اور اس راکھ کو خیمے کے باہر لے جاوے مذبح کی آگ ہمیشہ جلتی رہے ہرگز بجھنے نہ پاوے"۔ دیکھو احبار باب ۶ درس ۵ و ۶ اسی طرح اور بہت سے احکام ہیں غرضیکہ اس قسم کی قربانیاں ہمیشہ بت پرستوں کی رسم تھی۔ ان میں سے صرف آدمی اور گھوڑے کی قربانی کو موقوف کر دیا اور دیگر جانوروں کی قربانی کو بدستور جاری رکھا۔

(۳) جریان والے مریض کے متعلق احکام ملاحظہ فرماویں کہ:۔ "وہ خود ناپاک اس کے سارے کپڑے ناپاک اور جو شے اس کے بدن کو لگ جاوے وہ ناپاک اور جو کوئی اس کے بدن کو یا اسکی چھوئی ہوئی چیز کو چھوئے وہ ناپاک اور یہی حال حائضہ عورت کا ہے وہ بالکل چھوتیری ہو جاتی ہے"۔ دیکھو احبار باب ۱۵۔ اب پادری صاحب فرماویں کہ یہ سب احکام بت پرستوں کے ہیں یا نہیں؟

(۴) مبروص کے لیے چار ابرو کی صفائی ہے۔ دیکھو احبار باب ۱۴ درس ۹۔ "اور ساتویں روز اپنے سر کے سب بال اپنی ڈاڑھی اور اپنی بھویں غرض اپنے سارے بال منڈوائے"۔ (اور حضرت مسیح نے بھی اسکی تعمیل کا حکم دیا ہے۔ متی ۸ باب ۴) اب پادری صاحبان غور فرماویں کہ یہی پورا بھدرا ہے جسے مشرکین اب تک پراگ میں جا کر کیا کرتے ہیں۔

(۵) ہیکل میں عبادت کے وقت مجیرے۔ جھانجھ (کرتال) بربط (دنول) بین (ترہی) بجانا نرسنگھا پھونکنا اور لاویوں اور باجوں کے لیے اور کاہنوں کو نرسنگھوں کے لیے مقرر کرنا (۲ تواریخ باب ۲۹) ہیں یہ سب باتیں مندروں میں پجاری باپر وہت اب تک کرتے ہیں یا نہیں۔

(۶) بناون کرنا۔ پتھر پر تیل ڈالنا اور ہوم کرنا۔ پیدائش باب ۲۸/۱۸ خروج باب ۲۹/۱۸ پس کیا یہ بت پرستوں کی رسمیں نہیں ہیں؟

(۷) ختنہ کے بارے میں جسقدر تاکید توریت میں ہے:۔ اسی قدر مصریوں میں تھی۔ ملاحظہ ہو اسمالر بائیبل ڈکشنری لغہ ڈاکٹر اسمتھ بین ایجپشن "۔ غرضیکہ کوئی کہاں تک بیان کرے۔ ناظرین! کتاب خروج اور احبار ملاحظہ کریں۔ پھر معلوم ہو جائیگا کہ شریعت موسوی کو بت پرستوں کی رسموں سے کس قدر مشابہت اور مماثلت ہے۔ اب شریعت عیسوی کو دیکھیے جسے آپ کامل مکمل بلکہ اکمل سمجھتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی تعلیم نئی نہیں ہے بلکہ اسوقت بھی جو تعلیم حکماء اور بت پرستوں اور یہود اور بدھ مذہب والوں میں رائج تھی اسی کی چھانٹ ہے چنانچہ یورپ کے علماء نے اپنی تصانیف میں اس امر کو بوضاحت تمام ثابت کر دیا ہے۔ کہ شریعت عیسوی گوتم بدھ اور حکماء اور بت پرستوں کی تعلیم سے لی گئی ہے۔ مثلاً مریل سنت نے اپنی کتاب میں مسیح یسوع کے اقوال و افعال سے ملایا ہے۔ سلوکیموسو نے شریعت عیسوی کی اخلاقی تعلیم کو کنفیوشس کی کتاب سے منقول بتایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تعلیم عیسوی اور تعلیم بدھ مت کو یکساں ثابت کیا ہے اور آئینہ تاریخ نما کے صفحہ ۴ میں ہے "یسوع مسیح کا کام اور اسکا وعظ بدھ کے کام اور وعظ سے بہت مطابقت رکھتا ہے"۔

مگر ہم مشتے نمونہ از خروارے چند مثالیں تحریر کرتے ہیں:۔

(۱) گوتم بدھ اپنے مذہب کی منادی خود بھی کرتا پھرتا تھا اور اپنے مریدوں کو بھی اس کام کی تاکید کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ راہ راست پر چلنا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا وعظ کہنا اور کل بنی آدم کو سنانا فرض ہے۔ دیکھو تواریخ اہل ہند مولفہ ہیر صاحب اسی طرح مسیح یسوع خود بھی منادی کرتا تھا اور مریدوں کو بھی منادی کرنے کے لیے بھیجا کرتا تھا یہ حکم اسکا نہایت تاکیدی ہے۔

(۲) آریہ فرقہ غیر آریہ یعنی شودروں کو نہایت حقیر اور ذلیل سمجھتے تھے گوتم منی بدھ نے اپنی تعلیم میں سب کو یکساں کر دیا۔ اور برہمن اور شودر کو یکساں دھرم کا ادھکاری ٹھہرایا۔ آئینہ تاریخ نما صفحہ ۵ اسی طرح بنی اسرائیل غیر قوموں کو کمال حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کے ہاں جانے اور ان سے صحبت رکھنے کو بہت برا جانتے تھے حضرت مسیح اور حواریوں نے سب کو یکساں ٹھہرایا۔

(۳) برہمنوں نے شاستر وید کی تعلیم آریہ فرقوں سے مخصوص کی ہوئی تھی۔ بدھ نے عام طور پر تمام فرقوں کو تعلیم دی اسی طرح بنی اسرائیل اپنی ہی قوم سے توریت کی تعلیم کو حاصل کرتے تھے۔ مسیح اور حواریوں نے اسے عام کر دیا۔

(۴) بدھ مذہب میں عام طور پر دین میں بدھنے کا حکم ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ جبر نہ کیا جاوے بلکہ تعلیم اور ترغیب سے دین میں لائے جاویں۔ ہیر صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ بدھ مذہب میں بہ نسبت اور مذہبوں کے نہ صرف دین کے پھیلانے کی زیادہ تاکید آئی ہے بلکہ تحمل اور بردباری بھی زیادہ ہے۔ اب عیسائی خود غور کر لیں جو ان سب باتوں کے اپنے مذہب میں ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

(۵) بدھ کا معقولہ ہے کہ کل چیزیں تبدل کی حالت میں ہیں۔ مگر میری تعلیم کو ہرگز تغیر نہیں۔ تاریخ اہل ہند مولفہ ہیر صفحہ ۱۰۸

مسیح یسوع نے بھی اپنی تعلیم کی بابت کہا ہے متی ۲۴ باب ۳۵ "آسمان اور زمین ٹل جائیں گے پر میری باتیں نہ ٹلیں گی"۔

(باقی آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ)

---

[1] وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ اور نیز لوقا باب ۱ آیت ۷۰ ملاحظہ ہو

مجاہد مصر

سفرنامہ

نمبر ۵

(۱۴ جنوری ۱۹۲۳ء سے آگے)

غرض میں نے بہت زاری کی۔ تب اُس نے میری آواز قریب ہو کر سنی، رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مدد خاں نے گائے ذبح کی ہے، اور فضل حسین باورچی ہنستا ہوا مجھے ملا، میں نے خیال کیا کہ یوں ہی خیالات متشکل ہو کر آ گئے ہیں، لیکن اُس دن جہاز والوں نے ایک گائے ذبح کی اور گوشت میرے قریب ایک کمرے میں لا کر رکھا جو اسی غرض کے لیے بنا ہوا ہے۔ اس میں بہت سی برف ڈالی ہوئی ہے، وہاں گوشت خراب نہیں ہوتا، وہ گائے کے سارے ٹکڑے لا لا کر وہاں جمع کرتے جاتے تھے، ہندو بھی اس تماشے کو دیکھتے اور پاس کھڑے ہو کر دیکھتے، تب میں حیران ہوا کہ یہ کیا تماشا ہے، پنجاب کے ہندو اس قدر شور مچا دیتے ہیں، لیکن یہیں ان کو کچھ پروا ہی نہیں

صبح کو سمالی عرب قہوہ لے کر آیا۔ جو بن مانگے تھا میں نے خدا کی طرف سے جان کر لے لیا۔ پھر اس میں دودھ ڈال کر چاء بنا لی پھر اس میں وہ روٹی ڈال کر کھائی۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کیا۔

دوپہر کو پھر تکلیف ہوئی۔ میں نے کہا کہ کیا سبب ہے؟ کہ میری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اسوقت میری سمجھ میں یہ آیا۔ کہ یہ ٹوکری جو روٹیوں سے رکھی ہے اس کو صدقہ کرو۔ خیال ہوا کہ اس کو کون لے گا؟ میرے پاس کچھ پھل تھے وہ بانٹے۔ دودھ کا ٹین عرب کو دیا۔ لیکن روٹی کس کو دیتا۔ وہ کسی کام کی بھی تھی۔ آخر مجھے خیال آیا کہ سمندر میں اس کی اس قدر مخلوق ہے تب میں نے اسی وقت اس بھری ہوئی ٹوکری کو سمندر میں ڈال دیا اور میں نے پھر دعا کی کہ حضور اب میرے پاس کچھ نہیں رہا۔ ہاں آپ ہی کی ذات ہے لائیے اب دیجیے اور دل سے عہد کر لیا کہ کسی سے مانگنا بھی نہیں۔ رات کو سردی لگ رہی تھی موٹا کمبل نیچے بچھا لیا۔ اس سے اس لوہے سے کسی قدر آرام ہو گیا۔ جو کمرے کے نیچے تھا۔ رات فاقہ سے گزاری

مارچ ۱۹۲۱ء کی صبح کو پھر سومالی قہوہ لے آیا۔ میں نے دودھ ڈال کر پیا۔ سومالی کے پاس نہ تو چولہا تھا نہ کوئلہ، میں نے پوچھا تم کہاں سے لاتے ہو؟ کہنے لگا بس تم پی لو۔ دوپہر کو پھر قہوہ لایا۔ یہ وقت بھی گویا قہوہ پر ہی گزرا +

آج شام کو مغرب کے بعد وہی سومالی میرے پاس کچھ اُبلے ہوئے آلو اور ایک تازہ ڈبل روٹی لایا اور گلاس برف کے پانی کا میں نے کہا کہ کہاں سے لائے؟ کہنے لگا کہ ایک عرب جہاز کا ملازم ہے اس نے بھیجے ہیں میں نے کہا کہ وہ کہاں ہے؟ کہنے لگا کہ جہاز پر دو عرب ملازم ہیں ان کو کھا لو پھر ملاؤں گا۔ میں نے انکار کیا۔ پھر یہ جان کر کہ خدا کی طرف سے آئی ہے لیکر کھا لیے۔ یہ وہ پہلی غذا تھی جو اس بے سروسامانی کی حالت میں اس سمندر میں مجھ کو خدا کی طرف سے ملی۔ الحمد للہ رب العالمین۔ میں جس قدر بھی اُس کا شکر کروں کم ہے

سمندر بہت اچھا ہے۔ پرسوں عدن آ جائیگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی کتب پڑھتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد دو نوجوان سومالی میرے پاس لایا۔ جن میں سے ایک کا نام "ابراہیم" اور دوسرے کا نام "فہیم" تھا۔ انھوں نے کہا کہ جو خدمت بھی آپ کی ہو ہم سے کہیں ہم کرینگے جو ہمارے لیے موجب فخر ہو گا۔ ان راتوں میں بعض مبشر خواب دیکھے۔ میں نے خیال کیا کہ اگر جہاز والے صرف مچھلی۔ آلو اور روٹی کا میرے لیے انتظام کر دیں تو اچھا ہو گا۔ میں سومالی کو جس کا نام "عبداللہ" تھا لے کر باورچی کے پاس گیا۔ اُس نے کہا کہ چھ روپے روزانہ لوں گا میں نے کہا کہ دو روپے اس شرط پر دو روپے منظور کرتا ہوں کہ کھانا میری جگہ پر دیا جایا کرے میں یہاں لینے کے لیے نہیں آؤں گا۔ اس نے منظور کر لیا۔ میں نے دس روپے اس کو دیے۔ مگر کھانے وقت میں انتظار کرتا رہا کھانا نہ آنا تھا نہ آیا۔ عربی بدوی نے یہ دیکھ کر کہ ابھی تک کھانا نہیں آیا باورچی کو گالیاں دیں اور میرے لیے چاء تیار کی +

اس حالت میں آسا رام سندھی میرے پاس آئے۔ اُنھوں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ میں نے سارا قصہ سنایا۔ انھوں نے کہا کہ آپ دو روپے مجھ کو دیں میں آپ کو کھانا دوں گا صبح کو ناشتہ شام کو چاء۔ دوپہر اور مغرب کے بعد کھانا میں نے اس تحریک کو خدائی خیال کیا اور ان کو دس روپے دیدیئے +

اس پر عرب بدوی اور سومالی حبشی نے بہت خوشی کا اظہار کیا یا ورچی رات کے اندھیرے میں میرے پاس سومالی کو لے کر آیا اور اس نے بہت عذر کیا اور شرمندگی کا اظہار کیا کہ افسوس ہے کہ آپ کے کھانے کا آپ کی شرط کے مطابق انتظام نہ کر سکا۔ افسران اعلیٰ نہیں مانتے اس نے روپے واپس کر دیئے۔ میں نے اس کو ایک روپیہ دیا۔ وہ اس سے اور بھی شرمندہ ہوا۔ اور مجھے کہنے لگا کہ آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو مجھے کہہ دیا کریں میں چوری سے آپ کو لا دیا کروں گا۔ میں نے کہا کہ مجھے ضرورت نہیں کہ آپ میرے لیے چوری کریں۔

تھوڑی دیر کے بعد آسا رام صاحب کچھ کھانے کو لائے پہلے دن جہاز میں ایک لاش کی طرح تھا اب مجھ سے سب محبت کرنے لگے میرے پاس آ کر بیٹھتے۔ میں کسی کے پاس نہ جاتا اپنی ہی جگہ پر رہتا۔

اسے فضل کرتے نہیں لگتی دیر
نہ ہو اس سے مایوس اُمیدوار

آج عدن آ جائیگا۔ ہر ایک کی آنکھ عدن کی طرف لگی ہوئی ہے۔ کوئی نہا رہا ہے کوئی کپڑے بدل رہا ہے کوئی دوربین لگا کر عدن کی یاد میں محو ہے۔ میں نے بھی عدن دیکھنے کا ارادہ کیا لوگوں نے کپڑے بدلے۔ مگر میں نے سادگی اور گمنامی کی حالت میں عدن دیکھنا چاہا۔

البتہ ترکی ٹوپی آج پہنی اور مانگی کہ :-

"اے خدا اس شہر میں میرا جانا تیری رضا کی باعث ہو اور اس کے باشندوں کے لیے سلامتی کا، ان کو احمدیت کی طرف متوجہ کر اور ان کو ہدایت دے" +

دور سے عدن کے پہاڑ نظر آئے میں نے دعائے خیر پڑھی۔ سب کے منہ سے نکلا "عدن"۔ "عدن"۔ خشکی دیکھ کر میرے دل میں بھی ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی اور میں نے الحمد للہ کہا۔

اب اگلے پرچے میں احباب کو عدن کی سیر کرائینگے ان شاء اللہ تعالیٰ

(شیخ محمود احمد از مصر)

مصر کی تازہ خبریں

اس ہفتہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے دو عالم آدمی سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے جنمیں ایک کا نام "شیخ صادق علی ترکلان" ہے۔ یہ میرے استاد بھی ہیں آنکھ سے اندھے ہیں مگر اعلیٰ درجہ کے ادیب شاعر ہیں۔ فرانسیسی اور انگریزی پڑھ رہے ہیں گزشتہ ایام میں سیاسی لیکچروں میں مشہور تھے اندھوں کا خط لکھ اور پڑھ سکتے ہیں۔ تبلیغ کا بہت جوش ہے اور ذو النفوس شخص ہیں +

دوسرے شیخ محمد ناصر عبد الرحمٰن ہیں یہ بھی عالم شخص ہیں اور ازہر میں ابھی تک تکمیل کے لیے پڑھ رہے ہیں اور عمدہ ادیب ہیں اور گفتگو اور مختصر بات پسند کرتے ہیں۔ یہ بھی آنکھ سے اندھے انگریزی اور فرانسیسی پڑھ رہے ہیں۔ احباب ان کی استقامت کے لیے دعا فرمائیں ان دونوں کو سلسلہ کی خدمت کا جوش ہے

(۲) میں نے ان کو حضرت اقدس کی کتب عربی سنانی شروع کی ہیں گویا یہ ایک درس ہو گا جو روزانہ جاری رہے گا ان شاء اللہ۔ حمامۃ البشریٰ نصف سے زیادہ سنا چکا ہوں۔

(۳) یہاں ایک اصلاحی انجمن بنانے کی تجویز ہے اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔

(۴) نیز ایک عربی اخبار مصر سے جاری کرنے کا ارادہ ہے جسمیں بعض یہاں کے دوست قلمی مدد دیں گے اور بعض قادیان کے بزرگ حضرات سے اُمید ہے۔ جو صاحب اس اخبار کیلیے اپنی قلمی مدد اور خریداری سے مدد کرنی چاہیں وہ مجھ کو اطلاع دے سکتے ہیں۔ اس اخبار کا طرز ایسا ہو گا کہ عام لوگ اس کو خرید سکیں۔ یہ سب کوششیں ہیں اللہ تعالیٰ ان میں برکت ڈالنے والا ہے۔ مگر اس کے لیے جماعت کی متفقہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔

(۵) بعض لوگ سلسلہ کے قریب ہیں ان کے سلسلہ میں داخل ہونے کے لیے میری ہی کمزوریاں حایل ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ میری کوئی کمزوری کسی شخص کو حق کی قبولیت سے نہ روک دے بلکہ اگر اس کے دل پر پردے ہوں تو خدا تعالیٰ ان کو دور فرما دے۔

(۶) جو لوگ مصر سے کتابوں کی خریداری کرنی چاہتے ہیں۔ وہ مجھ کو بذریعہ رجسٹری انگریزی نوٹ بھیج کر کر سکتے ہیں۔ والسلام

(دعاؤں کا محتاج :- محمود احمد عفا اللہ عنہ)